بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجمل
اصول اهل السنة والجماعة
في العقيدة

عقائد اہل سنت

سلسلہ اشاعت 16

مولف

دکتور ناصر بن عبد الکریم العقل حفظہ اللہ

مترجم

دکتور اجمل منظور المدنی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، وبعد:

*عقیدہ کی لغوی تعریف: یہ عربی زبان کا لفظ ہے جو "عقد" سے مشتق ہے، جس کا مفہوم کسی چیز کو مضبوطی کے ساتھ باندھ کر اسے محکم بنانا ہے۔

*عقیدہ کی اصطلاحی تعریف: کسی چیز پر اس قدر پختگی کے ساتھ ایمان ویقین رکھنا کہ یقین رکھنے والے کے پاس اس چیز کے تعلق سے ادنیٰ شک بھی نہ رہے۔

*عقیدہ کی شرعی تعریف: اللہ پر پختہ ایمان کو کہتے ہیں خواہ وہ توحید سے متعلق ہو یا اطاعت سے۔ اسی طرح اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں، اسکے رسولوں، آخرت اور تقدیر نیز تمام امور غیب، اخبار اور اصول واحکام پر ایمان لانا، خواہ علمی ہوں یا عملی۔

*سلف سے کون مراد ہیں؟: اس امت کے ابتدائی دور کے لوگ مراد ہیں یعنی قرون مفضلہ میں پائے جانے والے صحابہ، تابعین اور ائمہ امت۔

*سلفی کسے کہتے ہیں؟: جو اِن اسلاف کے منہج اور طریقے کو اختیار کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلے اسے سلفی کہتے ہیں۔

*اہل سنت والجماعہ کسے کہتے ہیں؟: ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسی طریقے اور منہج پر قائم ہیں جس پر نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ قائم تھے۔

*انہیں اہل سنت کیوں کہا جاتا ہے؟: کیوں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور اسی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔

*الجماعہ کیوں کہتے ہیں؟: کیونکہ وہ لوگ حق پر قائم تھے، اور دین کے اندر انہوں نے اختلاف نہیں کیا تھا بلکہ ائمہ حق پر مجتمع تھے، انکے اصولوں سے انحراف نہیں کیا، بلکہ سلف امت کے اجماع پر قائم رہے۔

اور چونکہ ان لوگوں نے سنت رسول ﷺ کی پیروی کی، آپ کی حدیث پر عمل کیا، اسی لئے انہیں "اہل الحدیث"، "اہل الاثر" اور "اہل الاتباع" بھی کہتے ہیں۔

یہی لوگ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ بھی ہیں۔

پہلی چیز: حصول دین اور استدلال کے منہج میں چند اصول وقواعد

۱- عقیدے کا مصدر: کتاب اللہ، سنت صحیحہ، اجماع سلف صالح۔

۲- رسول اللہ ﷺ کی سنت سے جو بھی صحیح چیز مل جائے اسے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، خواہ وہ عقائد وغیرہ میں خبر آحاد ہی کیوں نہ ہو۔

۳- فہم کتاب وسنت میں مرجعیت کسے حاصل ہے؟

کتاب وسنت کے واضح نصوص، سلف صالح کا فہم، مجرد لغوی احتمالات سے ہم اس فہم کا معارضہ نہیں کرسکتے۔

۴- **اصول دین**: دین کے تمام اصول کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح کردیا ہے، اب کسی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی طرف سے دینی اصول بنائے اور انہیں دین کی طرف منسوب کردے۔

۵- **اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کردینا**: یہ ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے ہو، لہٰذا کسی قیاس، ذوق انسانی، کشف والہام یا شیخ وامام کے کسی قول وغیرہ سے کتاب اللہ اور سنت رسول سے ثابت کسی بھی چیز کا معارضہ نہیں کرسکتے۔

۶- **عقل صریح**: عقل صریح نقل صحیح کے موافق ہوتی ہے مخالف نہیں، اور یہ دونوں قطعی ہیں، اور اگر کبھی دونوں کے اندر بظاہر تعارض نظر آئے تو پھر ایسی صورت میں نقل کو عقل پر مقدم کیا جائے۔

۷- عقیدے کے باب میں الفاظ شرعیہ کی پابندی کرنا ضروری ہے، نیز ان تمام بدعتی الفاظ سے بچنا بھی ضروری ہے جنہیں بعد میں لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کرلیا ہے۔

وہ مجمل الفاظ جن کے اندر خطا اور صواب دونوں کا احتمال ہو، تو اسکے معنی پر غور کیا جائے گا، چنانچہ ان میں جو برحق معنی ہوگا اسے شرعی لفظ کے ذریعے ثابت مانا جائے گا اور جو باطل ہوگا اسے رد کردیا جائے گا۔

۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں، اور مجموعی طور پر امت محمدیہ بھی معصوم ہے بایں طور کہ یہ گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوسکتی۔

البتہ انفرادی طور پر کسی کو عصمت حاصل نہیں ہے۔

ائمہ دین اور مجتہدین امت کا کسی مسئلے میں اختلاف ہوجائے تو ایسی صورت میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا جائے گا، جس کا قول دلیل کے موافق ہوگا اسے لے لیا جائے گا اور جو مخالف ہوگا اسے رد کردیا جائے گا، اور ساتھ ہی اجتہادی غلطی کرنے والے کو معذور سمجھیں گے۔

۹- اس امت میں محدث اور ملہم بھی پائے جاتے ہیں، جیسے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

اچھے خواب برحق ہیں، یہ نبوت کا ایک حصہ ہے۔

سچی فراست برحق ہے۔

اس امت کے اندر کرامات اور مبشرات ہیں بشرطیکہ وہ شریعت کے موافق ہوں، مگر یہ عقیدہ اور احکام شریعت میں مصدر نہیں ہیں۔

۱۰- دین کے اندر جھگڑنا مذموم ہے، دلائل کی روشنی میں بحث کرنا مشروع ہے، جن چیزوں کے بارے میں پڑنے سے منع کیا گیا ہے ان سے رکنا ضروری ہے، اور اسی طرح جن چیزوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ان کے متعلق گفتگو کرنے سے باز رہنا بھی ضروری ہے، ایسی صورت میں انہیں ایسے لوگوں کی طرف احالہ کرنا چاہیئے جو ان کا علم رکھتے ہوں۔

۱۱- منہج کی تردید میں وحی کے منہج کی پابندی کرنا ضروری ہے: بطور خاص عقائد اور احکام

شریعت میں، چنانچہ کسی بدعت سے بدعت کی تردید نہیں کی جائے گی اور نہ ہی تفریط کو غلو اور غلو کو تفریط سے۔

۱۲- دین کے اندر ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی دوزخ تک لے جانے والی ہے۔

دوسری چیز: توحید علمی اعتقادی

۱- **اللہ کے اسماء وصفات**: جن اسماء وصفات کو اللہ تعالی نے اپنے لئے ثابت کیا ہے، اور جنہیں اسکے رسول ﷺ نے اسکے لئے ثابت کیا ہے انہیں ثابت ماننا بغیر کسی تمثیل اور کیفیت بیان کئے، اور جن چیزوں کو اللہ نے اپنی ذات سے اور اسکے رسول نے اسکی ذات سے نفی کی ہے اسکی نفی کرنا، بغیر کسی تحریف وتعطیل کے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ترجمہ: "اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔" (الشوری:۱۱)

ساتھ ہی الفاظ نصوص کے معانی اور انکے مدلول پر ایمان لانا۔

۲- اللہ تعالی کے اسماء وصفات میں تمثیل اور تعطیل کفر ہے: اور جہاں تک تحریف کا تعلق ہے جسے اہل بدعت تاویل کا نام دیتے ہیں تو اس میں کبھی کفر ہوتا ہے جیسے کہ باطنیہ کی تاویل، اور کبھی گمراہی والی بدعت ہوتی ہے، جیسے کہ منکرین صفات، اور کبھی اسے خطا کہتے ہیں۔

۳- وحدت الوجود کا اعتقاد رکھنا یا کسی بھی مخلوق کے اندر اللہ تعالی کے حلول کرنے یا اس کے ساتھ متحد ہونے پر ایمان رکھے تو یہ سب کفر اکبر ہے۔

۴- فرشتوں پر مجمل ایمان لائیں گے سوائے اس فرشتے کے جس پر واضح دلیل موجود ہو، جس کے اندر اسکے اسماء، اوصاف اور اعمال کی تفصیل موجود ہو تو اس پر اسی تفصیل کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔

۵- تمام نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے، اور یہ کہ ان میں قرآن سب سے افضل ہے، گزشتہ تمام کتابوں کیلئے ناسخ ہے، اس سے پہلے کی جتنی بھی کتابیں ہیں سب محرف ہیں، اسی لئے اس وقت صرف قرآن کی اتباع ضروری ہے۔

۶- اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا، اور یہ کہ انسانوں میں یہ سب سے افضل ہیں، اگر کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے تو وہ کافر ہے۔

ان میں جس کے بارے میں دلیل کے ساتھ تفصیلی معلومات وارد ہوئی ہیں اسی حساب سے اسکے بارے میں تفصیلی ایمان لانا واجب ہے، بصورت دیگر مجمل ایمان لائیں گے۔

اور اس بات پر ایمان لانا کہ محمد ﷺ ان میں سب سے افضل اور آخری رسول ہیں، اور یہ کہ اللہ نے آپ ﷺ کو سب کیلئے مبعوث کیا ہے۔

۷- اس بات پر ایمان لانا کہ محمد ﷺ کے بعد اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اور آپ

ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، اور جو اسکے خلاف عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

۸- آخرت کے دن پر ایمان لانا، اسی طرح آخرت کے تعلق سے جو بھی خبریں صحیح ثابت ہیں ان پر بھی ایمان لانا، اسی طرح آخرت سے پہلے اس کی جو بھی نشانیاں ہیں ان پر بھی ایمان لانا واجب ہے۔

۹- اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا، اور یہ کہ ساری چیزیں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں، اور یہ اس وقت ہوگا جب آپ اس بات پر ایمان لائیں گے کہ اللہ کو ان چیزوں کے بارے میں انکے وجود میں آنے سے قبل بھی علم تھا، اور یہ کہ اللہ نے ساری چیزوں کو لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، اور وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، سو اللہ کے چاہے بغیر کوئی چیز وجود میں آ نہیں سکتی، اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے، وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

۱۰- امور غیب میں سے جو بھی صحیح دلیلوں سے ثابت ہیں ان پر بغیر کسی تاویل کے ایمان لانا، جیسے کہ عرش الٰہی، کرسی، جنت، دوزخ، قبر کی نعمت اور اسکا عذاب، پل صراط، میزان اور ان کے علاوہ دیگر امور۔

۱۱- نبی اکرم ﷺ کی شفاعت پر ایمان لانا، اسی طرح دیگر انبیاء، ملائکہ، نیک بندوں اور دیگر ان لوگوں کی شفاعت پر ایمان لانا جن کے بارے میں صحیح دلیلوں سے ثابت ہے۔

۱۲- اس بات پر ایمان لانا کہ آخرت میں مومنوں کا رویت باری حق ہے، وہ اللہ کو قیامت کے دن میدان حشر میں اور جنت میں دیکھیں گے، اور جو اس رویت کا انکار کرے یا اس کی تاویل کرے وہ گمراہ ہے، اور یہ کہ دنیا میں رویت باری ممکن نہیں ہے۔

۱۳- اولیاء وصلحاء کے کرامات برحق ہیں، اور یہ کہ ہر خارق عادت چیز کرامت نہیں ہوتی ہے، بلکہ وہ اللہ کی طرف سے ڈھیل اور آزمائش بھی ہوسکتی ہے، وہ شیاطین اور شعبدہ بازوں کا اثر بھی ہوسکتا ہے، ان سب میں معیار یہ ہیکہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کے موافق ہو۔

۱۴- تمام مومن اللہ کے ولی ہیں، اور یہ کہ ہر مومن کے اندر ولایت اسکے ایمان کے حساب سے ہوگی۔

تیسری چیز: توحید ارادی طلبی (توحید الوہیت)

۱- اللہ اکیلا اور تنہا ہے اسکی ربوبیت، الوہیت، اور اسکے اسماء وصفات میں کوئی شریک نہیں ہے، وہ تمام جہاں کا مالک ہے، تمام عبادت کا مستحق وہی ہے۔

۲- دعاء، استغاثہ، استعانت، نذر، ذبیحہ، توکل، خوف، امید، محبت اور اس طرح کی عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو غیر اللہ کی طرف پھیرنا شرک ہے، خواہ اسکا مقصد کچھ بھی ہو، اور جس کی بھی طرف اس عبادت کو پھیرا گیا خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل یا کوئی بندہ صالح یا کوئی اور ہو۔

۳- عبادت کے اصول میں سے ہے کہ اللہ کی عبادت محبت، خوف اور امید سب کے ساتھ ہی جائے گی، ان میں سے کسی ایک کے ساتھ عبادت کرنا گمراہی ہے، بعض علماء نے کہا ہے کہ جو اللہ

کی عبادت صرف محبت کی وجہ سے کرے گا وہ زندیق ہو جائے گا اور جو صرف خوف کی وجہ سے کرے گا وہ حروری خارجی ہو جائے گا، اور جو صرف امید کی وجہ سے کرے گا وہ مرجی ہو جائے گا۔

۴- اللہ اور اسکے رسول کیلئے مطلق تسلیم و رضا اور اطاعت ضروری ہے، اور اللہ پر رب اور معبود ہونے کے اعتبار سے ایمان لانا، اور یہ کہ اسکے فیصلے اور اوامر میں کوئی شریک نہیں ہے، اور یہ کہ اللہ کے دین میں شریعت سازی، طاغوت سے فیصلے کروانا، شریعت محمدیہ کو چھوڑ کر کسی دوسری شریعت کی پیروی کرنا اور شریعت محمدیہ میں کوئی تبدیلی کرنا کفر ہے، اسی طرح اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ دین اسلام سے خروج کرنا جائز ہے تو یہ بھی کفر ہوگا۔

۵- اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر دوسرے کی شریعت یا قانون کے مطابق فیصلے کرنا کفر اکبر اور کفر اصغر ہے:

کفر اکبر اس وقت ہوگا جب یہ یقین رکھے کہ غیر شرعی قانون کے مطابق فیصلے کرنا جائز ہے یا یہ شریعت محمدیہ ہی کی طرح ہے یا اس سے افضل کا اعتقاد رکھے۔

اور کفر اصغر اس وقت ہوگا جب وہ غیر شرعی قانون کے مطابق فیصلے کرے نفس پرستی کی بنیاد پر یا کسی مجبوری یا تساہل کی وجہ سے اس شرط کے ساتھ کہ وہ شریعت کا پابند ہو اور اسی کو افضل مانتا ہو۔

۶- دین کو حقیقت خاصہ اور شریعت عامہ میں تقسیم کرنا، اسی طرح دین کو سیاست سے جدا کرنا باطل ہے، بلکہ جو بھی شریعت کے خلاف ہوگا خواہ اس کا تعلق حقیقت خاصہ سے ہو یا سیاست سے وہ کفر ہوگا یا گمراہی ہوگی۔

۷- یہ اعتقاد کہ اللہ کے سوا غیب کا علم کسی کو نہیں ہے، سو اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ذات غیب کا علم رکھتی ہے تو یہ کفر ہے، اس ایمان کے ساتھ کہ اللہ تعالی اپنے بعد رسولوں کو غیب سے مطلع کر دیتا ہے۔

۸- نجومیوں اور کاہنوں کی باتوں کی تصدیق کرنا کفر ہے، اور انکے پاس جانا گناہ کبیرہ ہے۔

۹- قرآن کے اندر جو وسیلہ وارد ہوا ہے اس سے مراد وہ نیکیاں ہیں جو تقرب الٰہی کا ذریعہ ہوتی ہیں، اور اسکی تین قسمیں ہیں:

الف- **مشروع**: اللہ کے اسماء و صفات، یا عمل صالح یا کسی زندہ بزرگ کی دعا کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے۔

ب- **بدعتی**: ایسی چیزوں کو وسیلہ بنانا جو شریعت میں ثابت نہ ہوں، جیسے کہ انبیاء و صلحاء کی ذات یا انکے جاہ و مقام یا انکے حق یا ان کی حرمت کو وسیلہ بنانا۔

ج- **شرکیہ**: عبادت میں مردوں کو وسیلہ بنانا اور انہیں پکارنا، ان سے حاجت روائی اور استعانت کرنا۔

۱۰- یہ اعتقاد کہ برکت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، اللہ نے برکت کیلئے اپنی مخلوق میں سے کچھ کو خاص کر لیا ہے، اسلئے بغیر دلیل کے کسی چیز کو متبرک نہیں کہہ سکتے۔

برکت سے مراد خیر میں اضافے اور اسکے پائیدار ہونے کو کہتے ہیں۔

یہ برکت وقت میں بھی ہوتی ہے جیسے کہ شب قدر۔

جگہ میں بھی ہوتی ہے جیسے کہ مساجد ثلاثہ۔

اشیاء میں بھی ہوتی ہے جیسے کہ آب زمزم۔

اعمال میں بھی ہوتی ہے، چنانچہ ہر نیک عمل مبارک ہے۔

اشخاص میں بھی ہوتی ہے، جیسے کہ انبیاء کی ذات، انبیاء کے علاوہ کسی دوسرے کی ذات یا آثار سے تبرک حاصل نہیں کر سکتے سوائے نبی اکرم ﷺ کی ذات اور آپ کے آثار سے، جیسے کہ پسینہ، لعاب دہن اور بال؛ کیونکہ ان کے سوا کسی اور چیز کیلئے دلیل نہیں ہے، اور یہ تینوں چیزیں بھی آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم ہو گئیں۔

۱۱- برکت حاصل کرنا توقیفی ہے، چنانچہ اسی چیز سے برکت حاصل کر سکتے ہیں جس کیلئے دلیل موجود ہو۔

۱۲- زیارت قبور کے وقت انجام دیے جانے والے اعمال کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: زیارت قبر مشروع ہے، مقصد آخرت کی یاد اور اہل قبور پر سلام کرنا اور انکے حق میں دعا کرنا ہے۔

دوسری قسم: زیارت قبر بدعت ہے اور یہ کمال توحید کے منافی ہے، بلکہ یہ شرک کا ایک وسیلہ ہے، یعنی قبروں کے پاس جا کر اللہ کی عبادت کی جائے اور اسکا تقرب حاصل کیا جائے، یا قبروں سے تبرک حاصل کیا جائے، یا وہاں ایصال ثواب کیلئے جایا جائے، یا وہاں پر چراغاں کرنے، قبر کو پختہ بنانے یا اسے سجدہ گاہ بنانے کیلئے جایا جائے یا وہاں ثواب کی نیت سے سفر کر کے جائے یا اس طرح کسی ایسے مقصد سے جسکی شریعت میں ممانعت وارد ہوئی ہو، یا جسکی شریعت میں کوئی بنیاد نہ ہو۔

تیسری قسم: شرکیہ جو توحید کے منافی ہو، یعنی عبادت کی کوئی قسم صاحب قبر کیلئے پھیر دیا جائے، جیسے کہ غیر اللہ سے دعا کرنا، استعانت اور استغاثہ کرنا، قبر کا طواف کرنا، اسکے لئے ذبیحہ کرنا، اسکے لئے نذریں ماننا۔

۱۳- وسائل مقاصد کے حکم میں ہوتے ہیں، اسی لئے ہر وہ چیز جو اللہ کی عبادت میں شرک یا دین میں بدعت کا ذریعہ اور سبب ہو اسے روکنا اور منع کرنا واجب ہے، اسی لئے دین کے اندر ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

چوتھا: ایمان

۱- ایمان کی تعریف:

- **ایمان کی لغوی تعریف**: ایمان لغت میں تصدیق کرنے کو کہتے ہیں۔

- **ایمان کی شرعی تعریف**: **ایمان قول و عمل کو کہتے ہیں جو گھٹتا بڑھتا ہے**، یہ قول و عمل دل، زبان اور اعضاء و جوارح سب سے ہوتا ہے، چنانچہ قول قلب کہتے ہیں دل سے اعتقاد اور

تصدیق کرنے کو،قول لسان کہتے ہیں زبان سے اقرار کرنے کو،عمل قلب کہتے ہیں دل سے تسلیم کرنے اورنیت کو خالص کرنے کو، نیز محبت کرنے اورنیک اعمال کاارادہ کرنے کو۔

اورعمل جوارح کہتے ہیں اوامر پر عمل کرنے اورمنہیات سے اجتناب کرنے کو۔

۲-جوایمان سے عمل کونکال دے وہ مرجی ہے،اور جوایمان میں ایسے عمل کو داخل کرے جواس میں نہیں ہے تو وہ بدعتی ہے۔

۳-جوشہادتین کااقرار نہ کرے وہ مومن نہیں ہوسکتا، نہ دنیامیں نہ آخرت میں۔

۴-اسلام اور ایمان دونوں شرعی الفاظ ہیں، دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے، چنانچہ ہرمومن مسلم ہے، لیکن ہر مسلم کیلئے ضروری نہیں کہ وہ مومن ہو، اور اہل قبلہ کو مسلمان کہتے ہیں۔

۵-کفروشرک کو چھوڑ کر دیگر گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کوئی ایمان سے خارج نہیں ہوگا، دنیا میں وہ ناقص الایمان مومن ہوگااور آخرت میں اللہ کی مشیئت کے تحت ہوگا، اگراللہ چاہے گا تو معاف کرے گااور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا، اور سارے موحدین بالآخر جنت میں جائیں گے گرچہ انہیں گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں عذاب بھگتنا پڑے، مگر وہاں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

۶-اہل قبلہ میں سے کسی کو معین طور پر جنتی یادوزخی کہنا جائز نہیں ہے مگر اسی کو جسکے حق میں نص ثابت ہو۔

۷-**شریعت میں کفر کی دو قسمیں ہیں:**

-**کفراکبر** جوملت سے خارج کردیتا ہے۔

-**کفراصغر** جوملت سے خارج نہیں کرتا، اسی کو کفرعملی بھی کہتے ہیں۔

۸-تکفیر احکام شریعت میں سے ہے، اس کا مرجع صرف کتاب وسنت ہے، کسی مسلمان کے کسی قول یا فعل کی وجہ سے اس کی تکفیر کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ اس پر کوئی شرعی دلیل نہ ہو، اور کسی قول یا فعل پر تکفیر کرنے سے کسی معین شخص پر تکفیر لازم نہیں آتا، مگر اسی وقت جب اسکے اندر تکفیر کے شروط پائے جائیں، اور کوئی مانع نہ ہو، تکفیر بہت ہی خطرناک حکم ہے، اسلئے اس میں تحقیق ضروری ہے۔

پانچواں: قرآن کریم

۱-قرآن کریم اپنے حروف ومعانی کے ساتھ نازل شدہ اللہ کا کلام ہے، جوکہ غیرمخلوق ہے، اسی سے اسکا آغاز ہوا اور اسی کی طرف واپس جائے گا، یہ ایک معجزہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بہت بڑی نشانی ہے جوتاقیامت محفوظ رہے گا۔

۲-اللہ تعالی جو چاہتا ہے، جب چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے کلام کرتا ہے، اس کا کلام حقیقی ہے، جوحرف اور صوت کے ساتھ ہوتا ہے، مگر اسکی کیفیت نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہی اسکے تعلق سے بحث کرتے ہیں۔

۳-یہ کہنا کہ اللہ کا کلام معنی نفسی ہے یا یہ کہ قرآن حکایتی ہے یا یہ کہ مجازی ہے یا یہ کہ فیض ہے، اس طرح کا اعتقاد رکھنا گمراہی ہے اور کبھی یہ گمراہی کفر تک پہونچ سکتی ہے، اسی طرح قرآن کو مخلوق کہنا بھی کفر ہے۔

۴-جو قرآن میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا اس میں کسی کمی یا زیادتی کا یا محرف ہونے کا دعوی کرے تو وہ بھی کافر ہے۔

۵-قرآن کی تفسیر سلف کے معروف معلوم منہج کے مطابق کی جائے گی، مجرد رائے سے قرآن کی تفسیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ بلا علم اللہ پر افتراء پردازی ہوگی اور قرآن کی باطنی تاویل کرنا کفر ہے۔

چھٹا: تقدیر

۱-ارکان ایمان میں سے بھلی بری تقدیر پر ایمان لانا بھی ہے اور یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور اس میں درج امور شامل ہیں:

-تقدیر کے تمام نصوص پر ایمان لانا۔

-اور یہ کہ تقدیر کے چار مراتب ہیں:

علم، کتابت، مشیئت اور خلق وایجاد۔

اور یہ کہ اللہ کے ارادے کو کوئی پھیر نہیں سکتا اور نہ ہی اسکے فیصلے کا کوئی تعاقب کرسکتا ہے۔

۲-قرآن کریم اور سنت رسول کے اندر وارد ارادہ اور امر کی دو قسمیں ہیں:

الف-**ارادہ کونیہ قدریہ**: اسی کو مشیئت کہتے ہیں۔

ب-**ارادہ شرعیہ**: اسکے لوازمات میں محبت ہے، یہی شرعی حکم ہوتا ہے۔

مخلوق کے پاس ارادہ اور مشیئت دونوں ہے، مگر یہ ارادہ خلق اور مشیئت کے تابع ہے۔

۳-بندوں کی ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ اپنے فضل وکرم سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور عدل وانصاف پر مبنی کچھ لوگوں پر گمراہی ہی مقدر ہوتی ہے۔

۴-بندے اور انکے افعال سب اللہ کی مخلوق میں شامل ہیں، وہ ذات جسکے سوا کوئی خالق نہیں ہے، چنانچہ بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ ہی ہے، اور بندے اپنے افعال کو حقیقی طور میں اپنے اختیار سے انجام دیتے ہیں۔۔

۵-اللہ کے افعال حکمت پر مبنی ہوتے ہیں، اور یہ کہ اسباب کا اثر ہوتا ہے لیکن یہ اللہ کی مشیئت کے تابع ہے۔

۶-عمریں لکھی ہوئی ہیں، رزق بٹی ہوئی ہے، اسی طرح سے سعادت اور شقاوت بھی لوگوں پر مقدر ہے اور یہ چیزیں انسان کی پیدائش سے قبل ہی مقدر ہیں۔

۷-مصائب وآلام کے وقت تقدیر سے احتجاج کرسکتے ہیں مگر گناہوں پر اسے حجت نہیں بنا سکتے، بلکہ ایسے موقع پر توبہ ضروری ہے، اور مرتکب معصیت کی ملامت کی جائے گی۔

۸- اسباب پر مکمل بھروسہ کرلینا توحید میں شرک ہے۔

اسباب سے بالکلیہ اعراض کرنا شریعت میں قدح ہے، اور اسباب کی تاثیر کی نفی کرنا شرع و عقل دونوں کی مخالفت ہے، اور یہ کہ توکل اسباب کے اپنانے کے منافی نہیں ہے۔

ساتواں: جماعت اور امامت

۱- **الجماعہ**: اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے صحابہ اور انکے نقش قدم پر چلنے والے ہیں، انہیں فرقہ ناجیہ بھی کہتے ہیں۔

اور یہ کہ جو بھی انکے منہج پر چلے گا وہ الجماعہ میں شمار ہوگا گرچہ بعض جزئیات میں اس سے غلطی ہوجائے۔

۲- دین میں فرقہ بندی بالکل جائز نہیں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کے درمیان فتنہ پھیلانا جائز ہے، اور اپنے اختلافی امور کو مسلمان کتاب وسنت اور منہج سلف کی روشنی میں حل کریں۔

۳- جو جماعت سے نکل جائے اسے نصیحت کرنا واجب ہے، اور بہتر اسلوب میں اس سے گفتگو کرکے اس پر حجت تمام کی جائے گی، اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو ٹھیک ورنہ سزا دی جائے گی۔

۴- لوگوں کو ان جملوں پر ابھارنا جو کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہیں اور یہ کہ دقیق امور اور عمیق معانی کے ذریعے عام مسلمانوں کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔

۵- اصل یہی ہیکہ تمام مسلمانوں کے تئیں نیت اور اعتقاد کی سلامتی پر یقین رکھا جائے یہاں تک کہ اسکے خلاف کچھ ظاہر ہو۔

اسی طرح اصل یہی ہیکہ مسلمانوں کے کلام کو بہتر مفہوم پر محمول کیا جائے لیکن جس کے کلام سے اسلام دشمنی اور بری نیت واضح ہوا سکے لئے تکلفانہ تاویل جائز نہیں ہے۔

۶- اہل قبلہ کے وہ فرقے جو سنت سے خارج اور جن پر ہلاکت و دوزخ کی وعید یں ہیں ان کا حکم بھی عام اہل توحید کے حکم جیسا ہے، الا یہ کہ جو باطن میں کافر ہو یا ان اصول عقیدہ کے خلاف ہو جن پر سلف کا اجماع ہو چکا ہے۔

اور جو فرقے اسلام سے خارج ہیں وہ منجملہ کافر ہیں اور انکا حکم مرتدین کے حکم جیسا ہوگا۔

۷- جمعہ اور جماعت اسلام کے عظیم ظاہری شعائر میں سے ہیں، اہل قبلہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اور اسکے مجہول ہونے کا دعوی کرکے اس کے پیچھے جماعت کو ترک کرنا بدعت ہے۔

۸- اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جو بدعت کو ظاہر کرتا ہو یا فسق وفجور کا ارتکاب کرتا ہو، اگر دوسرا امام میسر ہو، لیکن اگر اسکے پیچھے نماز پڑھ لی ہو تو صحیح ہوجائے گی، البتہ ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا، الا یہ کہ وہ کسی عظیم مفسدے کو ختم کرنا چاہتا ہو، اور اگر اس کے سوا کوئی دوسرا نہ ملے تو اسی کے پیچھے نماز ہوجائے گی، اور جماعت ترک نہیں کریں گے۔

جس پر کفر کا حکم لگ جائے اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۹- امامت کبریٰ اجماع امت اور اہل حل وعقد کی بیعت سے منعقد ہوجائے گی اور اگر

کوئی غلبے کے ذریعے اقتدار حاصل کرلے اوراس پرلوگ مجتمع ہوجائیں، تو معروف کاموں میں اسکی بھی طاعت واجب ہوگی، اسکے خلاف خروج کرنااسی وقت جائز ہوگا جب وہ کفرصریح کاارتکاب کرے اوراللہ کی طرف سے واضح دلیل ہو۔

۱۰-نماز، حج اور جہاد جیسے شعائر مسلمانوں کے حکام کے ساتھ ادا کئے جائیں گے گرچہ وہ ظالم ہوں۔

۱۱-دنیا طلبی یا جاہلی حمیت کی بنا پر مسلمانوں کا آپسی قتال حرام ہے، ان باغیوں اور بدعتیوں سے قتال کرنا جائز ہے جن کا شر اور بدعت بغیر قتال کے ممکن نہ ہو، اس میں بھی حالات وظروف اور مصلحت کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

۱۲-تمام صحابہ عادل ہیں، اوراس امت میں سب سے افضل ہیں، انکے ایمان کی گواہی دی جائے گی، ان کی فضیلت قطعی دلائل سے ثابت ہے، ان سے محبت کرنا دین وایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفرونفاق ہے، ان کے درمیان پیش آنے والے اختلافات پر خاموش رہنا ہے، ان پر نقطہ چینی کرکے انکے مقام کو گرانا حرام ہے۔

ان میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ ہیں، یہی خلفائے راشدین ہیں، مذکورہ ترتیب سے ان کی خلافت ثابت ہے۔

۱۳-نبی اکرم ﷺ کے گھرانے سے محبت کرنا، ازواج مطہرات کی تعظیم کرنا، ائمہ سلف اور علمائے امت سے محبت کرنا دین ہے۔ اہل بدعت نفس پرستوں سے دور رہنا ضروری ہے۔

۱۴-اسلام کے اندر جہاد کا مقام بہت بلند ہے جو تا قیامت باقی رہے گا۔

۱۵-امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا اسلام کے عظیم میں شعائر میں سے ہے مگر اسی طریقے سے جس طرح اسلام نے مشروع کیا ہے، اسی طرح مسلمانوں کی جماعت کی حفاظت کرنا بھی واجب ہے، یہ دونوں حسب طاقت اور مصلحت واجب ہے۔

*****

اهل سنت والجماعه

کے خصائص اورانکی نشانیاں

اہل سنت والجماعہ ہی فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہیں، انکی کچھ ایسی نشانیاں اور خصائص ہیں جن میں یہ ممتاز ہیں:

۱-کتاب اللہ کا اہتمام کرنا اسے یاد کرکے، تلاوت اور تفسیر کرکے۔

اسی طرح یہ حدیث کا بھی اہتمام کرتے ہیں، چنانچہ حدیثوں کے اندر صحیح اور ضعیف کا پتہ لگاتے ہیں، کیونکہ یہی دونوں شریعت کے ماخذ اور مصدر ہیں، ساتھ ہی یہ علم وعمل کے پیکر ہوتے ہیں۔

۲-دین میں پورے طور پر داخل ہونا، بایں طور کہ کتاب اللہ پر پورے طور سے ایمان لائیں،

وعدے اور وعید دونوں طرح کے نصوص پر ایمان لائیں، اسی طرح اثبات صفات اور تنزیہ باری تعالی سے متعلق نصوص پر ایمان لائیں۔

اہل سنت والجماعہ تقدیر الٰہی اور بندے کے ارادے اور مشیئت دونوں کو ثابت مانتے ہیں اور انکے درمیان تطبیق دیتے ہیں اسی طرح جس طرح یہ علم وعبادت، طاقت اور رحمت اور اسی طرح اسباب پر عمل کرنے اور زہد دنیا کے درمیان تطبیق دیتے ہیں۔

۳- یہ سنت کے متبع ہوتے ہیں بدعتوں سے دور رہتے ہیں، یہ اجتماعیت کو لازم پکڑتے ہیں اور دین کے اندر اختلاف اور فرقہ بندی سے دور رہتے ہیں۔

۴- علم وعمل اور دعوت دین میں ائمہ اسلام کو نمونہ مانتے ہیں، ان امور میں یہ صحابہ کو معیار سمجھتے ہیں اور جو انکے منہج کی مخالفت کرتے ہیں ایسے لوگوں سے یہ دور رہتے ہیں۔

۵- یہ اعتقاد میں معتدل ہوتے ہیں، یعنی غلو اور تفریط کے درمیان ہوتے ہیں اسی طرح اعمال وسلوک میں بھی متوسط اور معتدل ہوتے ہیں۔

۶- یہ مسلمانوں کو حق پر متحد کرنے اور توحید پر ان کی صفوں کو مضبوط کرنے اور سنت کی پیروی کرنے کی دعوت دیتے ہیں، اور تمام آپسی اختلافات سے دور رہتے ہیں۔

یہ سنت اور جماعت کے نام کے ساتھ متمیز ہوتے ہیں، یہ اسلام اور سنت ہی کے نام پر دوستی اور دشمنی کرتے ہیں۔

۷- یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں، جہاد اور احیاء سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں، تجدید دین پر کام کرتے ہیں، بدعات وخرافات سے دور رہتے ہیں، اللہ کی شریعت اور اسکے فیصلے کو چھوٹے بڑے تمام امور میں نافذ کرتے ہیں۔

۸- یہ عدل وانصاف کے پیکر ہوتے ہیں، یہ حق باری تعالی کا اہتمام کرتے ہیں، اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ یہ کسی سے دوستی کرتے ہیں نہ تو مبالغہ سے کام لیتے ہیں اور نہ کسی سے دشمنی کرنے میں ظلم کرتے ہیں، اور یہ کسی کے فضل واحسان پر حسد نہیں کرتے ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

۹- انکے فہم میں توافق اور مواقف میں تشابہ ہوتا ہے گرچہ یہ زمان ومکان کے اعتبار سے دور دور ہوں، اور یہی مصدر اور مرجع میں وحدت کے پھل اور نتائج ہیں۔

۱۰- یہ تمام لوگوں کے ساتھ احسان ورحمت اور حسن سلوک کا برتاؤ کرتے ہیں۔

۱۱- اللہ، اس کی کتابوں، اسکے رسولوں اور مسلمانوں کے حکام اور رعایا کے ساتھ یہ خیر خواہ ہوتے ہیں۔

۱۲- یہ مسلمانوں کے امور کا اہتمام کرتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں، انکے حقوق کو ادا کرتے اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

تمت بالخیر